Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

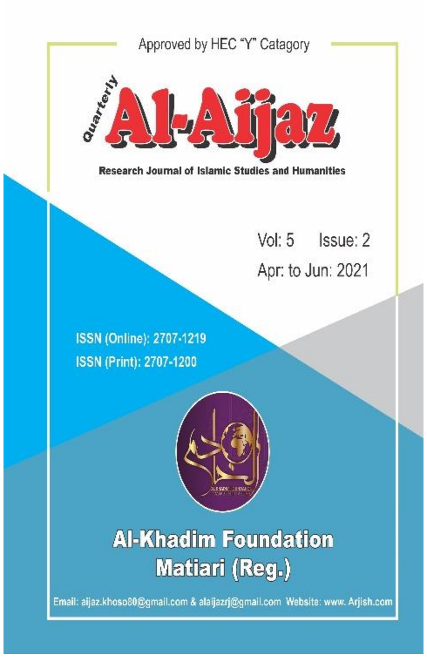


TOPIC:

# A Scientific and Research Review of the Different Stages and Procedures of Jurisprudence in the History of Complication and a scholarly research review of Abdul Rahman Al-Jazeera's book Al-Fiqh Ali Al-Madhahib Al-Arba'ah

AUTHORS:

1. Salah Uddin, Ph.D scholar, Department of Islamic Studies & Arabic GUMAL University DI Khan. Email: rabbani03018@gmail.com
2. Dr. Manzoor Ahmad, Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic GUMAL University DI Khan.
3. Sohail Ahmad, Ph.D scholar, Department of Islamic Studies & Arabic GUMAL University DI Khan.

**How to cite:**
Uddin, S. S. ., Ahmad, M. ., & Ahmad, S. . (2021). Urdu-16 A Scientific and Research Review of the Different Stages and Procedures of Jurisprudence in the History of Complication and a scholarly research review of Abdul Rahman Al-Jazeera's book Al-Fiqh Ali Al-Madhahib Al-Arba'ah. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *5*(2), 206-222.
https://doi.org/10.53575/Urdu16.v5.02(21).206-222
URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/321

QR Code

Vol: 5, No. 2 | April to June 2021 | Page: 206-222
Published online: 2021-06-20

# تاریخ تدوین فقہ کے مختلف مراحل ومناہج اور عبدالرحمٰن الجزیری کی کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کا ایک علمی اور تحقیقی جائزہ

# A Scientific and Research Review of the Different Stages and Procedures of Jurisprudence in the History of Complication and a scholarly research review of Abdul Rahman Al-Jazeera's book Al-Fiqh Ali Al-Madhahib Al-Arba'ah

Salah Uddin*
Dr. Manzoor Ahmad**
Sohail Ahmad***

**Abstract**
In the present article the efforts of Shaba's, Tabieen, Taba Tabieen, and predecessor based on jurisprudence in recent era from Rasool Allah (S.A.W) to recent era have been discussed. All that efforts have been discussed with these own methodology. Similarly to bring comfort in this the efforts made in recent era are debatable. Furthermore, Allama Abdu Rehman Aljaziri which in fact is a jurisprudent encyclopedia, his method has also been discussed.
**Keywords:** Fiqah, Manhaj, Tadween, Aim-e-Arba'a

اسلام ایک مکمل نظام حیات اور سرمدی اصولوں پر مشتمل دین ہے۔ جس کی خصوصیات سے اہم خصوصیت حرکت ہے یعنی کہ ہر رونما واقع ہونے والے مسئلہ کو ضم ہو کر حل کرتی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی وحی کسی مسئلہ سے متعلق نازل بھی ہوئی ہو لیکن اس میں نئی پیدا شدہ مسئلہ کو حل کرنے کی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔ ﴿أحل الله البيع وحرم الربا﴾(1) ترجمہ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حرمت سود کے لئے ایک ایسا لفظ استعمال فرمایا ہے جو کسی خاص قید وبند کے ساتھ متصف نہیں ہے بلکہ ایسا لفظ ہے جس میں ہر قسم سود شامل کرنے کی گنجائش باقی ہے۔ چنانچہ علم فقہ کا تعلق بھی کلام الٰہی اور رسول ﷺ سے ہیں اور اس میں بھی یہی صلاحیت موجود رہتی ہے۔ کہ جس سے پیدا شدہ مسئلہ کو نت نئی انداز سے حل کیا جاسکے۔ لفظ فقہ از روئے لغت کسی شے کا جاننا اور اس کی پہچان وفہم حاصل کرنے کے ہیں(2) جبکہ اصلاحی شریعت میں اس سے مراد وہ علم ہے جس سے احکام شرعی سے بحث ہوتی ہے جن کا تعلق عمل سے ہے اور جن کو احکام تفصلیہ سے اخذ کیا جاتا ہے۔(3) قرآن مجید میں بھی فقہ ان ہی معنوں میں مستعمل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿ذلك بأنهم آمنوا ثم كفروا فطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون﴾ ترجمہ: تو ان کے دلوں پر مہر لگادی گئی سو وہ کچھ نہیں سمجھتے۔(4) اسی طرح احادیث میں بھی فقہ سمجھ بوجھ کے معنی میں استعمال ہوئی ہے۔ رسول ﷺ

* Ph.D scholar, Department of Islamic Studies & Arabic GUMAL University DI Khan.
Email: rabbani03018@gmail.com
** Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic GUMAL University DI Khan.
*** Ph.D scholar, Department of Islamic Studies & Arabic GUMAL University DI Khan.

سے روایت ہے۔من یرد اللہ به خیربنا یفقهه في الدین۔ترجمہ:کہ اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔(5)مذکورا بالا آیات اور حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ فقہ قرآن وحدیث کی توضیح وتشریح پر سمجھ بوجھ رکھنے کا نام ہے۔اللہ تعالیٰ نے امت محمدی ﷺ میں ایسے مجتہدین پیدا فرمایا جنہوں نے فقہ اور علوم فقہ کو بام عروج تک پہنچایا۔ان عظیم ہستیوں کو علوم اسلامیہ کے میدان میں فقہاء اور مجتہدین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ان عظیم لوگوں کے بارے رسول ﷺ نے یوں فرمایا۔قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقیه واحد أشد علی الشیطان من ألف عابدٍ۔ترجمہ:کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزاروں عابدوں سے بھاری ہوتا ہے۔(6)گویا رسول ﷺ نے اس حدیث کے ذریعے فقہاء و مجتہدین کو ایک عظیم اعزاز دیا ہے۔یاد رہے کہ ہر ایک فن ابتدائے طور پر نشو ونما کے مراحل سے گزر کر بام عروج تک پہنچتا ہے۔اس لئے موجودہ مدون شدہ فقہ اسلامی بھی مختلف مراتب سے گزر کر اس مقام تک پہنچی ہے۔جس میں کسی ملک کے نظام چلانے اور پر امن ملک و معاشرہ کھڑی ہونے کی صلاحیت موجود ہے۔عموما جن مراحل سے تدوین فقہ گزر کر مدون ہوئی ہے ان کو چھے ادوار میں تقسیم کی جاتی ہے۔جن میں سے دور اول رسول ﷺ کے دور ہیں جو کہ سن نبوت ملنے سے لے کر سن دس ہجری تک اور کل دورانیہ تئیس سال پر حاوی ہے۔(7)اس تئیس سال میں جس نہج اور اسلوب سے فقہ مدون ہوئی وہ کچھ یوں ہے۔کہ کبھی کبھار رسول ﷺ کی خدمت میں کوئی صحابی آکر سوال دریافت کیا ہے کہ اس مسئلہ کے متعلق کیا حکم ہے تو رسول ﷺ نے وحی کی روشنی میں جواب فرمایا ہے۔چاہے وحی متلو یعنی قرآن سے ہو یا وحی غیر متلو یعنی حدیث سے ہو۔(8)وحی غیر متلو کی ایک مثال رسول ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔جو کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ رسول ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا میں تو ہلاک ہوگیا۔رسول ﷺ نے دریافت کیا کس نے تجھے ہلاک کیا کہنے لگا کہ میں نے رمضان میں اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستر ہوگیا۔رسول ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس اتنی رقم ہے کہ بردہ خرید کر آزاد کردے؟اس نے کہا نہیں فرمایا اتنا تیرے پاس ہے کہ ساٹ مسکینوں کو کھلا سکے؟اس نے کہا نہیں فرمایا دو مہینہ لگاتار روزے رکھ سکتے ہو کہا نہیں اور وہیں بیٹھ گیا۔اتنے میں رسول ﷺ کے پاس ایک عرق چھابڑا بھر کر کھجوریں آئیں عرق کھجور کے پتوں سے بنا ہوا ایک ٹوکرا ہوتا ہے۔جس میں اتنی کھجور آسکتی ہیں جو کفارہ کے لئے کافی ہو۔آپ ﷺ نے فرما یا اسے لے جا کر خیرات کردے۔وہ بولا کہ یا رسول ﷺ کیا مجھ سے بھی زیادہ کوئی محتاج ہے۔قسم اللہ کی کسی گھر میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج کوئی نہیں ہے۔اس پر رسول ﷺ ہنس دیے یہاں تک کہ رسول ﷺ کے دانت دکھائی دے گئے پھر ارشاد ہوا کہ جا اور اپنے کنبہ کو کھلادے۔(9)اس حدیث میں کفارے کا جو مصرف ہے وہ اپنے گھر والوں کے لئے بیان ہوا ہے۔الغرض رسول ﷺ کے زمانے میں اگر کوئی مسئلہ پیش آیا ہے تو رسول ﷺ نے قرآن وسنت کی روشنی میں جواب فرمایا ہے اور یہی دو طریقے بطور ماخذ استعمال کئے گئے ہیں۔اس دور میں جتنے بھی مسائل حل ہوئے ہیں وہ تمام کے تمام قرآن وحدیث کی روشنی میں حل ہوئے ہیں اور وہ بلا کسی شک وشبہ اور احتمال درست تھے اور یہی اس دور کے اہم خصوصیت تھی۔البتہ اس دور میں کسی خاص منصوبہ بندی کی تحت تحریری طور پر فقہ اور اصول فقہ مدون نہ ہوئے ہیں۔لیکن جب رسول ﷺ نے اس فانی دنیا سے رحلت فرمایا اور بعد میں کبار صحابہ وخلفاء راشدین کے دور میں حدود ممالک اسلامیہ وسیع

تر ہوتے چلے گئے تو ضرورت محسوس ہوئی کہ فقہ مسائل کو مدون کر کے مختلف اطراف میں بھیجا جائے تاکہ وہاں کے علماء وعوام اس سے مستفید ہو کر صحیح فیصلہ کرا سکے۔ چنانچہ بعض اوقات میں اس مقصد کے لئے حکومت کے طے شدہ قوانین سے استفادہ کئے جاتے تھے اور کبھی کبھار اس طرح اطراف میں خلیفۂ وقت کی طرف سے کسی ایک فقیہ کو نائب بنا کر بھیجا جاتا ہے۔

**تدوین فقہ کبار صحابہ اور خلفاء راشدین:**

کبار صحابہ اور خلفاء راشدین کے دور میں جب دولت اسلامیہ کی حدود چاروں طرف وسیع ہوتے رہے تو ساتھ ہی بہت سی مسائل زکوۃ، عشر، خراج، امامت، مدعین نبوت اور دیگر گوں نہ گو مسائل در پیش ہوتے رہیں۔ کیونکہ اس دور میں مسلسل نئی نئی لوگ اسلام قبول کر رہے تھے اور وہ مسائل نماز، زکوۃ، حج، معاملات اور اخلاقیات وغیرہ سے بے خبر تھے۔ اس لئے اس دور میں ضرورت محسوس کی گئی کہ ان مسائل کو تحریری شکل میں لائے جائے۔ چنانچہ کبار صحابہ اور خلفاء راشدین کے دور میں ان مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک مخصوص جماعت منتخب تھے جو فتوی دیئے جاتے تھے۔ یہ وہ نامور صحابہ تھے جن کو علم ناسخ ومنسوخ، مشکل متشابہ اور اسباب نزول قرآن وحدیث پر مکمل دسترس رسول ﷺ اور کبار صحابہ سے اخذ کردہ علوم کی روشنی میں حاصل تھے۔ ان میں سے بعض صحابہ کرام وہ بھی ہیں جن کو رسول ﷺ نے دعا بھی دی تھی۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے اور میں نے رسول ﷺ کے لئے رات سے وضو کرنے کے لئے پانی رکھ دی تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے رسول ﷺ کو بتایا کہ یہ پانی عبد اللہ بن عباس نے آپ ﷺ کے لئے رکھ دی ہے۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے رب اس کو دین اور تاؤیل کرنے میں فہم وبصیرت عطا فرما۔(10) اسی طرح رسول ﷺ سے روایت ہے۔ (من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين) ترجمہ: کہ اللہ تعالی جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔(11) سو اللہ تعالی نے جن قدآور شخصیات کو دور صحابہ میں فقہی مسائل میں مہارت تامہ عطا فرمایا تھا۔ منجملہ ان میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سر فہرست شامل تھے۔ واضح ہو کہ اس کے علاوہ بھی لوگ مسائل کے باب میں دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دریافت کرتے تھے لیکن جو زیاد مشہور اور ماہر تھے وہ مذکورہ بالا افراد تھے۔(12) یہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے قرآن وحدیث، اجماع اور اجتہادات کی روشنی میں فقہی مسائل کو حل کرنے کی بنیادی اصول وضع کی ہے۔(13) ان سرکردہ صحابہ نے جو اصول وضع کئے ہیں وہ اصول کچھ یوں ہیں۔ کہ اگر کوئی مسئلہ در پیش ہو تو پہلے اسے قرآن مجید سے حل کی جائے اور اگر قرآن میں تذکرہ یا وضاحت نہ ہو تو حدیث سے رہنمائی حاصل کی جائے اور اگر قرآن وحدیث میں تذکرہ نہ ہو تو صحابہ کرام کی متفقہ رائے واجتہاد پر نظر کی جائے۔(14) اس کے علاوہ اس دور کے صحابہ کرام میں ایک اہم خصوصیت یہ بھی تھی

کہ اگر کسی طے شدہ اصول یا اجتہاد کے خلاف حدیث پیش ہوتی تو وہ بخوشی اپنی رائے کو تبدیل کرتے تھے۔ مثلاً مسئلہ طلاق ثلاثہ بیک وقت ہو یا حج تمتع کی ممانعت ہو۔ واضح ہو کے کبار صحابہ کرام کے دور میں امتیازی لحاظ سے قرآن وحدیث کے علاوہ بطور ماخذ شوریٰ اور اجتہاد بھی متعارف ہوئے ہیں اور ان اصولوں کی جھلک بہت سی مسائل میں نظر آتے ہیں۔(15) لیکن اجتہاد استنباط وہاں پر کرلیا جاتا تھا جہاں پر قرآن وحدیث میں حل طلب مسئلہ موجود نہ ہوتا اور اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ خاص طور پر مشہور تھے۔(16) یاد رہے کہ ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی حدیث کے مطلب سمجھتے تھے لیکن وہ ارکان، شرائط، اداب اور سنن میں امتیاز کرنے میں ماہر نہ تھے۔ چنانچہ جن احادیث میں بظاہر تعارض سی نظر آتے تھے ان میں بہت کم بحث مباحث کیا کرتے تھے۔ مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔(17) اس کے علاوہ جن مسائل میں قرآن وحدیث سے رہنمائی نہ ملتے تھے ان مسائل میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شورہ قائم کرتے تھے اور کئی کئی دن بیٹھ کر مسائل کو حل فرماتے تھے۔ اس طریقہ کار پر بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی تکیہ کرکے مسائل حل کئے ہیں جو کہ ابتدائے طور پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے متعارف کرائے تھے۔(18) مذکورہ دور کی ابتدا اس دس ہجری سے لے کر چالیس ہجری تک پر محیط ہے۔ اس دور میں تدوین فقہ کے باب میں جو اہم اور قابل ذکر امتیازی اضافہ جات ہوئے ہیں۔ ان میں سے اجتماعی طور پر مسائل کو حل کرنے کا کاوش اور اجتہاد استنباط سر فہرست ہیں۔ ان مسائل کے ایک لمبی فہرست ہیں جن کو کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شورائے اور اجتہاد استنباط کی روشنی میں حل کئے ہیں۔ لیکن یہاں پر ان میں سے ایک مسئلہ بطور توضیح مقام پیش خدمت ہے۔ مثلاً رسول ﷺ کی وفات کے بعد خلافت کا مسئلہ در پیش ہوا تو اس کے لئے صحابہ کرام نے اجتماعی طور پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافہ بنایا اور اس پر دلیل پیش کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول ﷺ نے اپنی حیات میں نماز جیسے اہم عبادت کے لئے امام مقرر کیا تھا اس لئے لئے دیگر مسائل میں بھی امام ہوں گے۔(19) اس کے بعد جو تیسرا دور ہے تو وہ صغار صحابہ اور تابعین کا دور ہے۔

**صغار صحابہ وتابعین اور تدوین فقہ:**

صغار صحابہ اور تابعین کا دور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے شروع ہو کر بنو امیہ کے آخری وقت تک جاتی ہے جو کہ سن چالیس ہجری سے لے کر نصف صدی ہجری تک پر حاوی ہے۔ اس عرصہ میں جو اجتہاد واستنباط ہوئے ہیں۔ اس میں زیادہ تر وہی منہج رہا ہے جو کبار صحابہ اور خلفاء راشدین کے دور میں اختیار ہوئے تھے۔(20) البتہ اس دور میں جو مختلف آراء تھے اس سے مختلف حلقہ سامنے ابھر کر آئے۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا حلقہ بن گئی اور اس سے حضرت ابن عمرہ رضی اللہ عنہ کے آراء اور فتوی جات صادر ہو کر مقبولیت حاصل کی نیز قابل الذکر شاگرد پیدا کئے۔ جن میں سے احمد بن القاسم، احمد بن معاویہ، داود بن مہران، ابو بکر احمد بن محمد، ابویعقوب بن ابراہیم بن ھاشم اور ابوالحسن شامل ہیں۔(21) اسی طرح مکہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حلقہ بن گئی اور وہاں پر ان کی فقہی آراء اور

فتویٰ جات نے پذیرائے حاصل کی اور آپ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے بعد میں بھی ان ہی آراء کی روشنی میں فقہی مسائل حل کئے ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے مجاہد بن جبیرؒ،عطاء بن ابی رباحؒ،طاؤس بن کیسان شامل ہیں۔(22)حضرت عبداللہ بن مسعود جوایک عظیم فقیہ تھے اس نے اپنا حلقہ کوفہ میں بنائی اور وہاں پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقہی آراء اور فتوی جات زیر عمل لائے گئے اور بعد میں اس کے شاگردوں نے ان ہی آراء کو فروغ دیا۔(23)آپ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگردوں میں سے علقمہ،ابراہیم،نخعی اوراسود بن یزید شامل ہیں۔اسی طرح بصرہ میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ،حضرت حسن بصریؒ حضرت،انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا حلقہ بن گئی اور بصرہ میں ان کے فقہی آراء غالب رہے اوران کے مشہور شاگردوں میں سے عامر بن شراحیل اور عمارۃ بن عمیر،محمد بن سرین،حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔اگر مذکورہ پس منظر مد نظر ہو تو اس سے واضح ہوتا ہے۔(24)کہ اس دور میں مختلف آراء اور حلقے معرض وجود میں آئے اور اس دور سے طرز استدلال میں تفاوت بھی پیدا ہوئے جس کے باعث کسی ایک مسئلہ پر اتفاق رائے بھی خاطر خواہ متاثر ہوئے خاص کر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اتفاق رائے پیدا کرنا مزید گمبیر ہوتے چلے گئے۔چنانچہ بعد از شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ دو بڑی افکار ابھر کر سامنے آئے جن سے ایک اہل حجاز والوں کی فکر اور دوم اہل عراق،شام،کوفہ اور بصرہ میں بسنے والوں کی فکر و نظر۔اول الذکر قرآن وحدیث میں وارد نص کے ظاہر کو مد نظر کر مسائل حل کرتے تھے اور درایت یعنی سند اور غوامض نص سے حتی الامکان اجتناب کرتے تھے۔اس فکر کے باعث اہل حجاز اصحاب رائے سے مشہور ہوئے جبکہ اہل عراق ودیگر روایت ودرایت اور غوامض نص کے معانی کو مد نظر رکھ کر استدلال کی روشنی میں مسائل کو زیر بحث لاکر مسائل حل کرتے تھے۔(25)اس لئے اہل عراق،شام،بصرہ اور کوفہ والے اصحاب الرائے سے مشہور ہوئے۔اگر مذکورہ بالا حلقوں کو سامنے رکھ کر اس سوال کا جائزہ لیا جائے کہ مختلف مکاتب فکر کیسے وجود میں آئے تو سوال خود بخود حل ہو جائے گا۔(26)البتہ اسباب اختلاف میں سے ممکنہ حسب ذیل ہیں۔کبھی کبھار تو اختلاف کی وجہ نص میں متا کثر المعنیٰ لفظ وارد ہونا ہے۔مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عدت پورا کرنے کے لئے لفظ قرؤ فرمایا ہے۔حالانکہ لفظ قرؤ میں حیض اور طہر دونوں کے احتمالات موجود ہیں۔چنانچہ کبار صحابہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ،حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے حیض مراد لیا ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس سے طہر مراد لیا ہے۔اسی طرح بعض روایات کا علم چند صحابہ کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں تھا۔(27)مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جدہ کی میراث کے بارے میں حدیث میں حصہ مقرر کرنے کا حوالہ سے علم نہیں تھا۔لیکن بعد میں جب حضرت مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلم نے شہادت دی کہ رسول ﷺ نے دادی کے لئے چھٹا حصہ مقرر فرمایا ہے۔اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حدیث کے مطابق فیصلہ فرمایا۔(28)اسی طرح بعض مسائل میں باعث اختلاف مقصد ومنشارسول صلی اللہ علیہ وسلم متعین کرنے سے پیش آیا ہے۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک رمل کرنا مستقل کوئی سنت نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ نے مشرکین کی وجہ سے رمل فرمایا تھا جبکہ دوسرے صحابہ عمل رمل کو مستقل سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیتی ہے۔(29)مذکورہ تدوین

فقہ سن چالیس ہجری سے لے کر دوسری صدی ہجری کے اوائل تک جاری رہا اس کے بعد جو دور ہے وہ انتہائی اہمیت کے حامل ہے کیونکہ اس دور میں فن جرح وتعدیل، کتابت حدیث، اصطلاحات، فقہ اور اصول فقہ نے تحریری شکل اختیار کر لیا۔

**عہد صغار تابعین اور اسلاف امت:**

اس دور کا ابتدا اموی حکومت کے اختتام سے لے کر چوتھی صدی ہجری کے وسط تک محیط ہے اس دور میں محض فقہ اسلامی نہیں بلکہ اس دور میں فقہ اسلامی کے علاوہ حدیث مبادی اصول فقہ جرح وتعدیل اور دیگر علوم اسلامیہ پر قابل ستائش کاوشیں ہوئے ہیں۔ کتابت حدیث پر حقیقی عمل اموی حکومت ختم ہونے کے بعد عباسی دور میں شروع ہوئی ہے اگرچہ ابتدائی طور پر عمر بن عبدالعزیر رحمہ اللہ نے سرکاری فرمان جاری کیا تھا۔ اسی طرح اس دور میں بعض لوگوں نے مختلف اسباب کے تحت احادیث گھڑ کر رسول اللہ سلم کی طرف منسوب کرتے تھے اور یہ سلسلہ جاری تھا تو اس سلسلے کو ختم کرنے کے لیے باہمت اور علی القدر علماء نے جعل سازوں کو متعارف کروایا جس کی مدد سے وضاعین یعنی کہ حدیث گھڑنے والے امت پر واضح ہوئے۔ یہ وہی دور ہے جس میں چار بڑی بڑی مکاتب فکر معرض وجود میں آئے کیونکہ فقہاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مختلف علاقوں میں میں پھیل گئے تھے تو اس تناظر میں میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مکہ میں مقیم تھے تو شافعیؒ پر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی فقہی آراء کے گہرے اثرات پڑھے۔ اس لئے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے زیادہ تر فقہ شافعی کی بنیاد یاد مرویات عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ پر رکھی ہے۔ اسی طرح کوفہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مقیم تھے تو فقہ حنفی پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقہی آراء کے گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ (30) اسی طرح جہاں جو بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم مقیم ہوئے ہیں وہاں پر ان کے اثرات مرتب ہوئی ہے۔ اسی طرح اس دور میں ابواب احادیث کو فقہی ترتیب کے ساتھ مدون کئے گئے۔ اسی طرح اس دور میں فقہ کے ساتھ قواعد فقہ بھی تحریری شکل میں مدون ہوئے ہیں۔ چنانچہ امام شافعیؒ نے اس باب میں ایک اہم تحریر بھی فرمایا جو کہ الرسالہ کے نام سے موجود ہے۔ اسی طرح اس دور کے ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس دور میں فقہی اصطلاحات جائز حرام ،مکروہ، مکروہ تحریمی یا تنزیہی، سنن فرائض وواجبات مستحبات وغیرہ بھی وضع ہوئے ہیں۔ (31)

اس دور میں ان تمام علوم کی جمع آوری پر امام شافعیؒ کا کتاب، کتاب الام اور الرسالہ زندہ ثبوت ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں تفسیر قرآن سے متعلق اصول، سنت کی اہمیت، قرآن میں ناسخ ومنسوخ، خبر واحد کی حجیت، اجماع، قیاس اجتہاد استحسان اور اختلاف رائے پر سیر حاصل بحث ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ پچھلے ادوار کے برعکس اس دور میں زیادہ تر بحث استنباط اور اجتہاد پر ہوئی ہے۔ اس دور کا سب سے اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس زمانے میں اہل اقتدار و حکومت کا خود بھی علوم اسلامیہ سے ذوق تھا اور علماء کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب ہارون رشید نے امام ابو یوسفؒ سے مالیات پر کتاب لکھنے کے لئے کہا تو امام ابو یوسفؒ نے مالیت پر تاریخ کا سب سے پہلے کتاب کتاب الخراج کا داغ بیل ڈال دیا۔ اسی طرح جب امام مالکؒ نے کتاب الموطا لکھا تو بعض عباسی خلفاء نے ملک کی دستوری حیثیت دینا چاہی۔ الغرض اس دور میں علماء نے ہر ایک فن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں خوب کردار ادا کر لیا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ اس زمانے میں اہل اقتدار و حکومت کو بھی

شاباش دینا چاہیے۔ کیونکہ یہ تمام امور تب ممکن ہوئے جب اہل حکومت معاون اور علمی ذوق رکھنے والے تھے۔ آج کل لوگ سوال کرتے ہیں کہ علماء نے پھر ان ادوار کی طرح لوگ کیوں پیدا نہ کیا تو جواب یہی ہے کہ آج کل صاحب اقتدار ان خاکروب لوگوں کو داد نہیں دیتے ہیں بلکہ برعکس طعنے دیتے ہیں۔ یہاں پر ضروری ہے کہ جس نے سب سے زیادہ کام فقہ مدون ہونے میں کر چکا ہے اس کا تذکرہ ہو۔ اس باب میں ائمہ سے سب سے زیادہ اہم کام امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں نے سرانجام دیا ہے ہے جس کے لیے آپؒ نے ایک کمیٹی تشکیل دیا تھا جس میں عبادات سے متعلق اڑتالیس ہزار مسائل اور معاملات سے متعلق پنتالیس ہزار مسائل زیر بحث آئیں اور اس پر کلیات اور اصول کی روشنی میں کئی کئی دن تک بحث ہوتے رہے یہاں تک کہ تمام مسائل مرتب ہوئے ہیں۔ اسی طرح بعد میں آپؒ کے شاگردوں نے ان ہی اصول وفروع کو مشعل راہ بنایا۔(32) اس دور میں بعض دیگر قابل الذکر صاحب اجتہاد اور استنباط بھی موجود تھے جن کا تذکرہ کرنا مناسب ہیں۔ ان میں سے ایک امام اوزاعیؒ، سفیان ثوریؒ، لیث بن سعدؒ، ابن جریر طبریؒ اور داود ظاہریؒ شامل ہیں۔ البتہ ان کی فقہی آراء میں سے کم وبیش قلمبند ہو کر رہ گئے ہیں۔ اسی طرح ان کے شاگرد بھی رفتہ رفتہ ناپید ہو گئے ہیں۔

**تدوین فقہ اور امام ابو حنیفہؒ کا منہج:**

امام ابو حنیفہؒ کا جو منہج ہے وہ آپؒ نے کچھ یوں بیان فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کرتا ہوں لیکن اگر قرآن میں صراحت نہ ہو تو پھر سنت رسول سے اخذ کرتا ہوں۔ اگر قرآن اور سنت رسول ﷺ دونوں میں نہ ہو تو پھر اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے استفادہ کرتا ہوں اور اگر ان تینوں میں نہ ہو تو پھر ابن سیرین، حسن، عطا اور سعید بن المسیب کی طرح اجتہاد واستنباط کرتا ہوں۔(33)

**تدوین فقہ اور امام مالکؒ کا منہج:**

امام مالکؒ فرماتے ہیں اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو سب سے پہلے قرآن مجید سے اخذ کرتا اور اگر قرآن میں صراحت نہ ہو تو پھر سنت رسول سے حل کرتا ہوں اور اگر اس میں بھی نہ ہو تو پھر تعامل مدینہ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اگر تینوں میں نہ ہو تو پھر اجتہاد، قیاس اور استحسان سے استفادہ کرتا ہوں۔(34)

**تدوین فقہ اور امام شافعیؒ کا منہج:**

امام شافعیؒ خود فرماتے ہیں کہ مسئلہ درپیش ہونے کی صورت میں سب سے پہلے قرآن سے رجوع کرتا ہوں اگر قرآن میں کسی مسئلہ کا صراحت نہ ہو تو پھر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرتا ہوں اگر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ ہو تو پھر اجماع صحابہ سے استفادہ کرتا ہوں اور اگر اجماع صحابہ میں بھی نہ مل جائے تو پھر قرآن کی روشنی میں قیاس کرتا ہوں پھر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں قیاس کرتا ہوں پھر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے پیش کردہ فیصلوں کی روشنی میں قیاس کرتا ہوں اگر ادھر بھی نہ مل جائے تو پھر مختلف فیہ احکام پر قیاس کرتا ہوں۔(35)

**تدوین فقہ اور امام احمد بن حنبلؒ کا منہج:**

امام احمد بن حنبل کے حوالے سے علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں ہے کہ آپؒ کو جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تھا تو آپؒ سب سے پہلے قرآن وحدیث کی نصوص سے حل فرماتے اور اس کے خلاف فتاوی جات اور اقوال کو رد کرتے تھے لیکن اگر نصوص میں نہ ملتے تو پھر آپؒ صحابہ کا دائر کردہ فتاوی جات کی روشنی میں مسئلہ حل فرماتے تھے اور اس دائری سے نہ نکلتے تھے البتہ اگر مسئلہ نصوص اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتوی جات جات میں نہ ہو تو پھر آپؒ مرسل اور ضعیف روایات کی روشنی میں مسئلہ حل فرماتا تھا لیکن قیاس سے گریز کرتا تھا۔([36])

**تدوین فقہ اسلامی کا پانچواں دور:**

یہ دور سقوط بغداد یعنی عباسی حکومت ختم ہونے سے لے کر تیرہویں صدی ہجری کے آواخر تک پر محیط ہے۔ یہ وہ دور ہے جس میں بلند پایہ اجتہاد واستنباط کا سلسلہ ختم ہونے لگے اور اجتہاد محض کا آغاز ہوئی ہے۔ سو بعض علماء اور عوام الناس امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کے اجتہاد کردہ مسائل اور فروعات سے انفادہ کرنے لگے بعض دیگر امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ کے اجتہاد واستنباط کردہ مسائل میں تقلید کرنے لگے اور یوں اجتہاد واستنباط کا جو تسلسل جاری وساری تھا رفتہ رفتہ ختم ہونے لگے۔([37])

**تقلید شخصی اور ممکنہ اسباب:**

تقلید شخصی مروج ہونے کے اسباب میں سے ایک اہم سبب یہ تھی کہ اس سے پہلے فقہاء کرام نے فقہ مرتب اور مدون ہونے میں جو اعلیٰ پایہ اجتہاد واستنباط کر لیا تھا۔ اس میں ہر طرح مسائل ہونے کی گنجائش موجود تھے اور اس سے بڑھ کر بہترین اصول وکلیات اجتہاد تناظر میں مرتب کرنے کی امید نہ تھے۔ اس لئے علماء نے مزید اجتہاد کرنے کے بجائے ان ہی کلیات واصول اور مدون شدہ فقہ ومسائل پر اکتفا کر لیا اور یہ عقلی طور پر بھی مستحسن تھا کیونکہ جب کسی کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے تو لوگوں کے رجحان میں بھی اس طرف کمی پڑ جاتی ہے۔([38])

اسی طرح بعض فقہاء کرام کو اللہ تعالی نے اس طرح قابل اور ذہین شاگردوں سے نوازا جس نے اپنے استاد کے اجتہاد واستنباط کردہ اصول وکلیات بڑی عمدہ انداز سے مرتب کیا جس کے باعث بعد والوں نے ان ہی کلیات واصول کو مشعل راہ بنانے میں عافیت ہی سمجھنے لگے۔([39]) اسی طرح اس دور میں لوگ اس لیے بھی تقلید کرنے لگیں کہ اس دور میں بعض برائے نام مجتہدین نے من مانیوں کی رو سے غلط اجتہاد کر کے ایک طرف لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی تو دوسری طرف اس سے بعض اوقات ججوں نے عداوت کے بنیاد پر غلط فیصلے کرنے لگے۔ چنانچہ اسی تناظر میں جب بعض عباسی قاضی کو منتخب کرتے تھے تو ساتھ پابند کر دیتے کہ تمام فیصلے آپ فلاں مذہب کے مطابق کریں گے۔ یہ اس لئے تاکہ تمام فیصلوں میں عدل ومساوات ہو۔ بنابریں عباسی دور میں عام طور پر فقہ حنفی پر فیصلہ ہوا کرتے تھے۔ اسی طرح ترکوں نے بھی منصب قضاوۃ کو احناف کے لئے مخصوص کیا تھا۔

**اس دور کے اہم خصوصیات:**

اس دور کا ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس زمانے میں کتابوں کی طباعت شروع ہوئی جس کا فائدہ یہ ہوا کہ آج جتنی بھی کتابیں موجود

ہیں۔اس طباعت کی وجہ سے ہوئی ہے جو اس دور میں شروع ہوئی تھی۔اسی طرح اس اس دور میں فقہ کلیات،اصول اور اصطلاحات کی شکل میں مرتب کی گئی ہے۔چنانچہ اس دور میں ہر ایک امام کی فقہی آراء و مسائل کو علیحدہ علیحدہ جمع کیا گیا۔

اس دور میں میں ایک کثیر تعداد میں فتاویٰ جات تحریر ہوئی۔مذکورہ فتاوی ان مسائل کی رو سے وجود میں آئے جو لوگوں نے مختلف اوقات میں سرکاری مفتیوں سے پوچھے تھے۔یہی روج آج بھی ہے کہ جو مدارس یہ اہم فریضہ سرانجام دیتی ہے تو وہ ان مسائل کو بعد میں کتابی شکل دیتے تھے۔مثلاً فتاوی دیوبند، فتاوی کراچی اور فتاوی امدادیہ اور یہ تمام فتاوی ابواب فقہی پر مرتب کئے گئے ہیں۔اس نہج پر جو اہم فتاوی اس زمانے میں مرتب ہوئی ہیں۔ان میں سے فتاوی تاتارخانیہ، فتاوی خانیہ فتاوی عالمگیری یا فتاوی ہندیہ کے نام سے مرتب ہوئے ہیں۔اس دور کا ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس دور میں بلاد اسلامیہ میں مختلف موضوعات پر الگ الگ کتابیں لکھے گئے۔مثلاً عبادات، معاملات، اخلاقیات، زکوۃ، حج اور عشر وغیرہ شامل ہیں۔اس دور کا ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس دور میں ہر امام اور ان کے شاگردوں نے اپنے اصول اور کلیات کی روشنی میں فقہ تقدیر تک کتابیں لکھیں۔مثلاً امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں سے محمد بن حسن الشیبانیؒ نے فقہ حنفی کے احکام و مسائل پر حاوی کئی کتب تحریر کی۔جن میں سے جامع کبیر، جامعہ صغیر، سیر کبیر، سیر صغیر، مبسوط اور زیادات بہت اہم و مشہور کتب ہیں۔(40)اسی طرح امام شافعیؒ احکام فقہیہ پر ایک شاندار تصنیف کتاب الام کے نام سے لکھا(41)اور امام مالکؒ نے فقہ اور حدیث کا مجموعہ بنام الموطا مرتب کیا۔اس دور کا ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس دور میں احکام کے علل اور وجوہات بھی متعین کئے گئے ہیں بلکہ اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہے۔اس دور میں ایک یہ بھی اہم کام ہوا ہے کہ ہر ایک امام یا امام کے شاگردوں نے مسائل میں راجح اور مرجوح بھی متعین کئے ہیں۔اس دور میں اگر کسی مذہب فکر کو کسی مسئلہ میں اجتہاد کرنا پڑتا تھا تو وہ متعلقہ مسئلہ میں اپنے امام کے کلیات و اصول سے استفادہ کر کے حل کیا کرتے تھے۔

**تدوین فقہ اور اور چھٹا دور:**

فقہ اسلامی کی ترقی کے سلسلے میں دور جدیدہ کا ابتدا تیرہویں صدی ہجری کو قرار دیا جاسکتا ہے۔اس دور میں باب فقہ میں جو کاوشیں ہوئے ہیں۔ان کاوشوں کو چار مراحل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔منجملہ ان میں سے پہلے مرحلہ میں جدید طرز پر فقہ کو مادوں اور دفعات کی شکل میں مرتب کرنا ہے۔دوم میں ائمہ اربعہ کی فقہی آراء کو انسائیکلوپیڈیا کی صورت میں مرتب کرنا ہے۔سوم عالمی سطح پر مسائل فقہیہ کے لئے ایک اجتماعی اجتہاد کی صورت میں دور جدیدہ کے مسائل حل کرنے کے لئے مختلف فورمز تشکیل کرنا ہے اور چہارم نامور فقہی کتابوں کے مراجعت میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے ابجد فہرست بنانا شامل ہیں۔پہلے حصے میں جدید طرز پر فقہ کو مادوں اور دفعات کی شکل میں مرتب کیا گیا کیونکہ اس دور تک جو بھی فقہ کام ہوا تھا وہ مفصل تو تھا لیکن منظم نہ تھا مثلاً اگر کسی کو کوئی فقہ مسئلہ درپیش ہوتا تو ڈھونڈنے کے لئے کافی کوشش کرنا پڑتا تھا۔اسی طرح متعلقہ مسئلہ میں مقصد تک پہنچنے میں بھی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور اس میں راجح اور مرجوح کا تعین کرنا بھی ایک معمہ تھا۔سو اس دور میں ضرورت محسوس ہوئی کہ فقہ قدیم کو جدید طرز دے کر اس میں مزید آسانیاں پیدا کر دیا جائے۔تو اس

تناظر میں جو قابل الذکر کام کا آغاز ہوئی ہے تو وہ حکومت عثمانیہ کے دور میں اس وقت شروع ہوئی جب وزیر انصاف ترکی نے جید علماء کرام کی ایک کمیٹی کو باب تجارت، معاملات، نکاح وغیرہ کو دفعات کی صورت میں مرتب کرنے کے لیے کہا اور پھر علماء نے اس کام پر یکسوئی کے ساتھ مسلسل سات سال محنت کر کے اٹھارہ سو اکاون (1851) دفعات کو فقہ حنفی کی روشنی میں بنام کتاب مجلۃ الاحکام سے مرتب کیا جو کہ فقہ حنفی کے راجح اقوال کی روشنی میں وضع ہوئے تھے۔(42) چنانچہ اس مجلہ کو بعد میں حکومت عثمانیہ نے قانونی حیثیت دے کر 1293 ہجری میں نافذ العمل کیا لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد از سر نو دیگر مذاہب کو ضم کر کے مرتب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی جس کے باعث مجلۃ الاحکام منسوخ کرنا پڑے۔ البتہ اس کام کرنے کے بعد ایک طرف تو ناانصافی پر مبنی فیصلوں کا روک تھام اور ججوں کو فیصلہ صادر کرنے میں آسانیاں پیدا ہونے لگے تو دوسری طرف اس سے دیگر مذاہب کو بھی دفعات کی شکل میں مرتب کرنے کا رجحان پیدا ہوئی۔(43) چنانچہ بعد میں دیگر مسلم ممالک نے بھی حکومت سطح پر عائلی زندگی سے متعلق دفعات کی شکل میں علماء سے مجموعے تیار کروائے لیکن بد قسمتی سے بعد میں کئی مسلم ممالک کے قوانین میں انہیں دفعات کے بجائے یورپ سے برآوردہ قوانین ضم ہونے لگے جو کہ از روئے شریعت مردود تھے۔(44) مثلاً بیویوں کی تعداد کا مسئلہ، طلاق کا مسئلہ، میراث میں مرد و عورت کے درمیان امتیاز وغیرہ۔(45) اسی طرح سرکاری سطح کے علاوہ اس باب میں انفرادی طور پر بھی بعض علماء نے قابل الذکر کارنامے سرانجام دی ہے۔ چنانچہ اس باب میں عظیم فقیہ قدری پاشاہ نے ایک اہم کتاب مرشد الحیران لمعرفۃ احوال انسان کے نام سے مرتب فرمایا۔ مذکورہ کتاب میں احکام وقف، احوال شخصیہ اور معاملات سے متعلق 1025 مادے وضع ہوئے ہیں۔ اسی طرح ایک کتاب ابو زہرہ نے بنام الاحوال الشخصیہ لکھا جو کہ ما قبل الذکر کتابوں سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ ما قبل کتب محض فقہ حنفی کی روشنی میں مرتب ہوئے تھے۔ جبکہ مذکورہ کتاب تمام ائمہ سے اخذ کردہ مسائل میں سے کسی ایک امام کے راجح رائے یا ذاتی رائے سے مرتب کی گئی ہے۔ اسی طرح اس باب میں ایک کتاب علامہ احمد بن عبداللہ نے بھی لکھا جو کہ بنام مجلۃ الاحکام الشرعیۃ علی مذہب الامام احمد بن حنبلؒ مطبوع ہوئی ہے۔ مذکورہ کتاب فقہ حنبلی پر مجلۃ الاحکام کی طرح 2382 دفعات پر مشتمل معاملات سے متعلق مسائل پر محیط ہے۔ اس تناظر میں ایک قابل ذکر کتاب ڈاکٹر عبدالقادر عودہ شہید کی تشریع الجنائی الاسلامی ہے جو کہ 982 دفعات پر محیط ہے مذکورہ بالا وہ کتب تھے جو عربی زبان میں لکھے اور شائع ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں برصغیر میں جو کام ہوئی ہے ان میں سے چند قابل ذکر حسب ذیل ہیں۔ اس تناظر میں برصغیر میں ایک اہم کاوش جسٹس تنزیل الرحمن کی ہے کہ اس نے اس باب میں ایک اہم اضافہ بنام کتاب مجموعہ قوانین اسلام لکھا ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی زیر نگرانی مجموعہ قوانین کے نام سے دو جلدوں میں فقہ حنفی کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے۔ البتہ بعض مسائل میں دیگر مذاہب فقہ سے بھی استفادہ لیا گیا ہے۔ اسی طرح اس موضوع پر ایک قابل ذکر کتاب مجاہد قاضی الاسلام قاسمی نے بنام اسلامی عدالت مرتب کیا ہے جو کہ 720 دفعات پر مبنی ہے۔ مذکورہ کتاب اردو زبان کے ساتھ ساتھ عربی زبان میں مکتبہ بیروت سے شائع ہو چکا ہے۔ جنگ دوم کے بعد از سر نو مسلمانوں میں جذبہ نفاذ شریعت پیدا ہوئے اور اس کی نفاذ کے لئے مختلف میدانوں میں سرگرم ہوئے۔ چنانچہ ان سرگرمیوں کے نتیجہ میں سوڈان، مصر، کویت، عراق اور

سعودی عرب میں نفاذ شریعت ہوئی۔اسی طرح اس دور میں امت مسلمہ میں اجتماعی اجتہاد کرنے کا جذبہ اور رجحان بھی پیدا ہوئی اور لوگ رفتہ رفتہ آواز اٹھانے لگے کہ اجماعی اجتہاد کے لئے ایک فورم بنانا ضروری ہے۔ جس کے نتیجہ میں یہ بات زور پکڑنے لگے کہ ایک ایسا فورم ہونا چاہیے جس پر تمام امت مسلمہ یکجا ہو کر جدید فقہی مسائل پر اجتماعی اجتہاد کر سکے۔ چنانچہ یہ مطالبہ جب زور پکڑنے لگے تو مختلف ناموں سے مختلف ممالک میں فورم سامنے آئے۔ جن میں سے عالمی سطح پر المجمع الفقہ الاسلامی قائم کیا گیا جس کا 1978 میں باقاعدہ اجلاس منعقد ہوا۔ اسی طرح ملکی سطح پر سب سے پہلے ادارہ مجمع البحوث الاسلامیہ ازہر کا قیام مصر میں انیس سو اکسٹھ (1961ء) میں زیر عمل لایا گیا۔اسی طرح اس طرز پر ایک ادارہ ہندوستان میں انیس سو نواسی (1989ء) میں اسلامک فقہ اکیڈمی کے نام سے وجود میں آئے۔البتہ اس ادارہ میں ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک سے مختلف نظر علماء کو بھی مدعو کئے جاتے تھے۔اس کے علاوہ ہندوستان میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے تحقیقاتی شرعیہ اور جمعیت علمائے ہند نے 1920ء میں ادارہ مبحث فقہیہ قائم کئے۔اسی طرح اس دور میں قدیم فقہ پر نئے زاویوں سے بھی مختلف علماء نے کام کیا ہے مثلا بعض علماء نے قارئین کی آسانی کے لئے نامور کتابوں کی ابجد کے لحاظ سے فہرست بنائی ہے۔اس باب میں محمد منقر کتانی نے المحلی لابن حزم کی ابجد فہرست بنائے احمد مہدی نے ردالمختار جیسے اہم کتاب کے مراجعت کی آسانی کے لئے فہرست بنائے۔اسی طرح محمد اشقر نے المغنی لابن قدامہ کی فہرست بنائے۔اسی طرح فقہ مالکی سے الشرح الصغیر ضمیمہ اور فہرست کے ساتھ شائع ہوئے۔مذکورہ بالا محنت کی وجہ سے قارئین کیلئے مطلوبہ موضوع کو رسائی میں آسانی پیدا ہوئی ہے خاص کر جو کتابیں کمپوز کے ساتھ ہو ہوئی ہے۔اس میں بہت زیادہ آسانیاں پیدا ہوئی ہے۔موجودہ دور میں مختلف علوم میں انسائیکلوپیڈیا مرتب کرنے کا رجحان بین الاقوامی سطح پر بڑھ رہا ہے جہاں مختلف علوم پر لوگ انسائیکلوپیڈیا مرتب کر رہے ہیں۔اس مد میں الحمد اللہ فقہ اسلامی مرتب کرنے کی بھی مسلسل کوشش ہو رہی ہے۔اس باب میں جن قابل الذکر لوگوں نے محنت کی وہ حسب ذیل ہے۔اس باب میں ایک اہم کام ڈاکٹر مصطفی سباعی نے دی یونیورسٹی آف دمشق کے کلیۃ الشریعۃ کے زیر نظر چیئر مین بننے کے بعد دائرۃ المعارف مرتب کرنے کا تصور پیش کرنا ہے۔ جس کے اہم اور سرگرم اشخاص میں سے ڈاکٹر احمد سماں، ڈاکٹر مصطفی زرقاء اور ڈاکٹر یوسف جیسے جید علماء نے حصہ لیا ہے۔ابتدائے طور پر ان نام گرامی اشخاص نے اس کام کو چار مراحل میں تقسیم کرایا۔ پہلے مرحلے میں موضوعات اور ترتیب دینا تھی۔اس موسوعہ میں فقہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کے علاوہ فرقہ امامیہ، زیدیہ، اثنا عشریہ اور اباضیہ کو تفصیل دلائل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور اصول فقہ اور قواعد فقہ کو بھی شامل رکھا گیا ہے۔اب تک موسوعہ سے سولہ جلدیں منظر عام پر آچکی ہے۔البتہ اس تناظر میں ایک اہم اور مکمل کام مملکت کویت نے سرانجام دیا ہے لیکن اس کام کرنے کا منصوبہ حکومت کویت کو ڈاکٹر زرقاء نے پیش کیا تھا۔ جس پر حکومت کویت نے لبیک کہہ کر کامیابی سے پورا کر لیا ہے۔مذکورہ موسوعہ میں ائمہ اربعہ کے علاوہ فقہ زیدیہ، اباضیہ اور اثنا عشریہ کو بھی تفصیل دلائل کے ساتھ پنتالیس جلدوں میں الموسوعۃ الفقہیہ کے نام سے مرتب کیا ہے۔اسی طرح اس باب میں انفرادی طور پر بھی مختلف علماء نے کاؤشیں کی ہے۔ جن میں سے ایک کتاب مصری عالم علامہ عبدالرحمٰن الجزیری نے بنام کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ لکھا ہے۔

## کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کا تعارف اور منہج:

مصنف یا مؤلف جب بھی کوئی کتاب تحریر کرتے ہیں تو مقدمۂ کتاب میں ضرور وجۂ تصنیف بھی عرض کرتا ہے۔اس تناظر میں عبدالرحمٰن الجزیری باعث تحریر میں لکھتے ہیں۔کہ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ لکھنے سے مقصود ائمہ مساجد اور علماء کے لئے فقہی مسائل تک رسائی میں آسانی ہے۔مذکورہ کتاب پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل دارالکتب العلمیہ بیروت سے 2003ء میں شائع کی گئی ہے۔جس کی جلد اول میں طہارت، نماز، روزہ، اعتکاف، زکوۃ، حج اور عمرہ سے متعلق چاروں ائمہ کے فقہی مسائل اور احکام دلائل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

جلد دوم حلال و حرام، قسم و کفارۂ قسم، خرید و فروخت، کاشت کاری و سیر ابی اور مضاربت سے متعلق جیسے اہم فقہی احکام اور مسائل پر مشتمل ہے۔جلد سوم جن مندرجات پر محیط ہے۔ان میں سے مسئلہ شرکت، وکالت، حوالہ، امانت، ہبہ اور وصیت سے متعلق فقہی احکام مذاہب اربعہ کے دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔جلد چہارم جن مباحث پر مشتمل ہے۔ان میں سے مسئلہ نکاح، مہر، خلع، طلاق، عدت، ظہار، رجعت، نفقہ اور حضانت جیسے اہم فقہی مسائل اور احکام دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔جلد پنجم جن ابحاث پر حاوی ہے ان میں مسئلہ حدود یعنی حد سرقہ، قصاص اور تعزیرات جیسے اہم فقہی مسائل اور احکام دلائل مذاہب اربعہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ائمہ اربعہ کے فقہی آراء نقل کرنے کے لئے جن بنیادی اور ثانوی ماٰخذ استفادہ لیا گیا ہے۔اس کے لئے مصنف نے فقہ حنفی کے بنیادی مصار میں سے الاصل للشیبانی، المبسوط للسرخسی، مختصر القدوری، تحفۃ الفقہاء، بدائع الصنائع، النتف فی الفتاوی للسغدی، بدایۃ المبتدی، التجرید للقدوری اور الہدایہ فی شرح بدیۃ المبتدی جبکہ ثانوی ماٰخذ میں سے درر الحکام شرح غرر الاحکام، مجمع الانہر، المحیط البرھانی، الجوہرۃ النیرۃ، الاختیار لتعلیل المختار، بحر الرائق، العنایہ شرح ہدایہ اور البنایہ شامل ہیں۔فقہ مالکی کے بنیادی مصادر میں سے المدونہ، الرسالۃ للقیروانی، التہذیب فی اختصار المدونۃ، الکافی فی فقہ اہل مدینہ، التبصرۃ اللخمی، شرح الرسالۃ، الجامع المسائل المدونۃ، التلقین فی الفقہ المالکی اور المجتہد ونہایۃ المختصر جبکہ ثانوی ماٰخذ میں سے الذخیرۃ للقرافی، المدخل لابن الحاج، مختصر خلیل، التاج والاکلیل، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، حاشیۃ الصاوی، فقہ العبادات علی المذہب المالکی اور الدرر الثمین شامل ہیں۔فقہ حنبلی کے لئے جن بنیادی ماٰخذ سے استفادہ کیا ہے۔ان میں سے مسائل الامام احمد روایۃ ابنہ ابی الفضل، مسائل الامام احمد ابنہ عبداللہ، مسائل الامام احمد واسحاق بن رھویہ، المغنی لابن قدامہ، مختصر الخرقی، الہدایہ علی مذہب الامام احمد، الکافی فی فقہ الامام اور العمدۃ جبکہ ثانوی ماٰخذ میں سے الشرح الکبیر، الفروع وتصحیح الفروع، الانصاف فی معرفۃ الراجح، الاقناع، منتھی الاردات، کشاف القناع، حاشیۃ الروض اور فقہ العبادات علی مذہب الحنبلی شامل ہیں۔فقہ شافعی کے لئے جن مصادر سے استفادہ لیا گیا ہے۔ان میں سے الام للشافعی، متن ابی شجاع، البیان فی مذہب الامام الشافعی، الحاوی الکبیر، المہذب فی فقہ الامام الشافعی، التنبیہ فی الفقہ الشافعی، مختصر المزنی، نہایۃ المطلب فی درایۃ المذہب جبکہ مراجع میں سے فتح العزیز، المجموع شرح المہذب، روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، اسنی المطالب، الغرر البہیہ، تحفۃ المہاج، مغنی المحتاج، الاقناع فی حل الفاظ ابی شجاع، حاشیۃ قلیوبی، حاشیۃ البجیرمی اور بحر المذہب للرویانی شامل ہیں۔علامہ عبدالرحمٰن الجزیریؒ نے اس کتاب میں جو منہج اختیار کیا ہوا ہے۔وہ مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں پیش خدمت ہے۔

علامہ عبدالرحمن الجزیری نے اس کتاب کی ترتیب میں جس نہج کو مدنظر رکھا ہے۔اس کے اہم نکات حسب ذیل ہیں۔

()آپؒ ہر ایک مسئلہ کو ایک خاص عنوان کے ساتھ منون کرتا ہے تاکہ طالب العلم کے لئے مطلوبہ مسئلہ کو فہرست مضامین کی مدد سے رسائی میں آسانی ہو۔جیسا کہ متن کتاب سے واضح ہوتا ہے۔مثلاً آپ حلال اور حرام بیان کرتے وقت عنوان قائم کرتا ہے۔(مبحث ما یمنع أکلہ وما یباح أو ما یحل وما لا یحل)یعنی کہ کن اشیاء کا کھانا جائز اور حلال ہے اور کن اشیاء کا کھانا جائز اور حلال نہیں ہے۔

()متن میں وہ مسائل بیان کئے گئے ہیں جن پر تمام آئمہ نے اتفاق کیا ہو یا تین ائمہ نے یا کم سے کم دو ائمہ نے اتفاق کیا ہوا ہو بقیہ مذاہب کی تفصیل حاشیہ میں دیئے جاتے ہے۔جہاں پر مذاہب اربعہ کا ایک مؤقف ہے۔اس کی مثال حج فرض ہونے کے لئے مستطیع ہونا ہے۔موصوف اس حوالہ سے لکھ کر نقل کرتے ہیں(ومن شروط وجوب الحج الاستطاعۃ فلا یجب الحج علی غیر المستطیع باتفاق المذاھب)کہ حج واجب ہونے کے لئے صاحب استطاعت ہونا شرط ہے لہذا جس میں استطاعت نہ ہو اس پر ائمہ اربعہ کے نزدیک حج واجب نہیں ہے اور جہاں پر تین ائمہ نے اتفاق کیا ہوا ہو اس کی ایک مثال فرضیت حج علی الفور ہے۔(الحج فرض علی الفور فکل من توفرت فیہ شروط وجوبہ ثم أخرہ عن أول عام استطاع فیہ یکون آثما بالتأخیر عند ثلاثۃ من الأئمۃ وخالف الشافعیۃ فانظر مذھبھم تحت الخط)آپؒ لکھتے ہیں کہ حج علی الفور فرض ہو جاتا ہر اس شخص پر جس میں حج واجب ہونے کی شرائط پوری پائی جائیں اور جس سال کا حج واجب ہوا ہے اس سے تاخیر کرنا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک باعث گنا ہے۔اب اگر کوئی امام ائمہ ثلاثہ کے متفقہ مسئلہ سے اختلاف کرتے ہیں۔تو اس مذہب کو آپؒ حاشیہ میں درج کرکے بیان کرتا ہے۔مثلاً مذکورہ بالا مسئلہ حج میں شوافع آئمہ ثلاثہ سے اختلاف رکھتے ہیں تو آپؒ مذہب شافعیہ کو حاشیہ میں نقل کرکے لکھتے ہیں۔(الشافعیة قالوا هو فرض على التراخي فإن أخره عن أول عام قدر فيه إلى عام آخر فلا يكون عاصيا بالتأخير)اہل شوافع کہتے ہیں کہ حج فرض ہے لیکن اس کی ادائیگی کے اندر تاخیر کرنے کی گنجائش ہے۔سو اگر کسی نے اس سال حج ادا نہ کرلیا جس میں حج کرنے پر قادر تھا اور اگلے سال تک مؤخر کردیا تو تاخیر کرنے پر گناہ گار نہیں ہے۔اور جہاں پر دو امام متفق ہے اس کی ایک مثال روزہ میں رکنیت نیت ہے۔آپؒ دو ائمہ کا اتفاق نقل کرتے ہوئے متن میں لکھتے ہیں(أما المالكية والشافعية فإنهم يزيدون في آخره كلمة بنية)کہ مالکیہ اور شوافع تعریف صوم میں کلمہ نیت کا اضافہ کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک روزہ میں نیت کرنا رکن ہے۔

()جن مسائل میں احناف، شوافع، مالکیہ اور حنابلہ کا مسلک الگ الگ ہے ان کا تذکرہ آپؒ حاشیہ میں کرتا ہے۔موصوف کے مذکورہ منہج کئی مسائل پر مبنی ہے لیکن یہاں پر بطور توضیح ایک مثال ذکر کیا جاتا ہے۔(أما كيفية إثبات الهلال ففيها تفصيل المذاهب فانظره تحت الخط)آپؒ مختلف مسالک نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہلال ثابت ہونے کے باب میں مختلف مسالک کی تفصیل ذیلی حاشیہ ملاحظہ کیجئے۔اس کے بعد آپ نے فقہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کو الگ الگ دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

()ہر ایک مسئلہ کو قرآن وسنت کی رو سے اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا نقطۂ نظر واضح ہو جائے۔اس منہج کا کئی مسائل میں نظیر موجود ہے لیکن یہاں پر ایک نضیر کو بطور تمثیل عرض کیا جاتا ہے۔مثلاً مؤلف کا یہ متن(ومن شروط وجوب الحج الاستطاعة فلا

يجب الحج على غير المستطيع باتفاق المذاهب كما قال تعالى ولله على الناس حج البيت من استطاع إليه سبيلا ولكنهم اختلفوا في تفسير الاستطاعة) کہ حج میں **مستطیع** اور قادر ہونا تمام مسالک کے نزیک شرط ہے لیکن تفسیر اسطاعت میں اختلاف ہے۔اب احناف کے نزدیک نابینا شخص جو سواری اور زادراہ کا بندوبست کر سکتا ہے لیکن کوئی راستہ بتانے والا نہ ہو سو اس پر نہ خود حج کرنا واجب ہے اور نہ حج بدل کرانا۔ہاں اگر اسے راستہ بتانے والا مل سکتا ہے تو وہ حج بدل کرا سکتا ہے۔مالکیہ کہتے ہیں کہ نابینا پر حج واجب ہے درآنحالیکہ وہ چل سکتا ہو اور اس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہاں تک پہنچا دے بشرطیکہ وہ خود راستہ پا سکے یا کوئی ساتھی ہو جو اسے راہ بتائے۔حنابلہ کہتے ہیں کہ تشریح استطاعت میں بینا ہونا شرط ہے پس اگر کوئی نہ بینا ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے۔بجز اس صورت کے جب کہ کوئی رہنما راستہ بتانے والا ساتھ ہو اس کے بغیر ذاتی اور حج بدل دونوں واجب نہیں ہے۔شوافع کہتے ہیں کہ نہ بینا شخص پر حج واجب نہیں ہے جبکہ اسے کوئی راہ بتانے والا نہ ہو۔اگرچہ اجرت دے کر ایسا شخص دستیاب ہو سکے اور اس کو دینے کی استطاعت ہو کوئی راہ بتانے والا نہ ملے یا ملے لیکن اس کی اجرت کا مقدور نہ ہو۔تو نہ بینا پر حج واجب نہیں ہے گو وہ مکہ ہی کا رہنے والا ہو۔

()آپؒ نے ہر ایک مسلک امام کو غایۃ شرح وبسط سے نقل کیا ہے جس کی احسن تشریح اور تفصیل کی وجہ سے قاری دیگر فقہی کتب مطالعہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا نیز ہر امام کے مسلک سے بخوبی واقفیت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

()جن مسائل کے متعلق قرآن یا سنت رسول ﷺ میں کوئی نص نہیں بلکہ ان کے متعلق مسالک کی بنیاد اجتہاد پر ہے ان کا تذکرہ حاشیہ میں کر دیا گیا ہے۔ہاں اگر ایسے مسئلہ ہو جن میں تمام یا تین یا کم سے کم دو اماموں کا اتفاق ہے تو ان کا ذکر متن میں ہی کیا گیا۔مذکورہ منہج کتاب میں کئے مقامات پر موجود ہے لیکن برائے تفہیم منہج یہاں پر ایک مثال پیش خدمت ہے۔(من كان له دين على آخر يبلغ نصابا وحال عليه واستكمل الشرائط المتقدمة ففي زكاته تفصيل في المذاهب مذكور تحت الخط) اگر کسی شخص کا قرض دوسرے پر ہو اور اس کی مقدار نصاب کے برابر ہو سال گزر جائے اور تمام شرائط پورے ہو تو ایسے مال کی زکوٰۃ کے بارے میں از روئے مسالک تفصیل ہیں۔

()پوری کتاب میں کافی حد تک احکام مقاصد شریعہ کی حکمت و مصلحت کو بیان کیا گیا ہے۔اس منہج سے متعلق بہت ساری امثلہ کتاب میں موجود ہے لیکن برائے توضیح مرام اس کی ایک مثال عرض ہے۔( محاسن التشريع الإسلامي وها هنا سؤال معروف وهو أن الشريعقة الإسلامية جعلت عقوبة القتل من باب القصاص الذي يصح سقوطه بالعفو لكونه من أفظع الجرائم)۔از روئے شریعت اگر ورثہ میت قاتل کو معاف کرے تو مجرم جرم سے بری ہوتا ہے حالانکہ تقاضہ قیاس یہ ہے کہ اس مجرم کو کسی بھی صورت بری الذمہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ قتل امن معاشرہ کے لئے ضرر رساں ہے۔لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت معافی دینا عین حسن اسلام ہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔( ولكم في القصاص حياة يا أولي الألبابن لعلكم تتقون) ترجمہ: اے دانش مندوں قصاص میں تمھاری لئے حیات ہے کہ تم بچ جاؤ۔اب اگر کوئی اس آیت پر غور سے نظر ڈالے تو اس کا مقصد مجموعی طور پر معاشرے کو اتلاف جان سے بچانا ہے تاکہ لوگ امن وامان سے رہیں تو اس کے لئے لازم ہے کہ شریعت میں ان تمام پہلوں کو مد نظر رکھا جائے۔

()مؤلف مختلف فیہ مسائل میں ائمہ اربعہ سے منقول عقلی اور نقلی دلائل کا اہتمام کرتا ہے۔

()اگر کسی مسئلہ میں امام سے شاگرد کا اختلاف ہو تو اس اختلاف کو نقل کرتا ہے۔

()اگر کسی ایک مسئلہ سے متعلق امام کی دو آراء صادر ہوئی ہو تو اس میں رجوع کرنے کی صورت میں وضاحت کرتا ہے۔

()اگر کسی مسئلہ میں دلیل نص قرآنی ہو تو مستند مفسرین کی تفسیر سے وہ قول نقل کرتا ہے۔

()مختلف فیہ مسائل میں اگر کسی ایک مذہب کے اندر کوئی اختلاف ہو تو اس میں راجح اور مرجوح کی وضاحت کرتا ہے۔

()کتاب میں اگر کہیں پر فقہی اصطلاحات کرنا مد نظر ہو تو بغیر کسی حوالہ اہل لغت وفقہاء تعریف کر کے نقل کرتا ہے۔

()فقہی اصطلاحات میں اگر ائمہ کے مابین کوئی اختلاف ہو تو آپؒ لکھتے ہیں کہ اصطلاح ہذا میں فلاں امام کی رائے یہ ہے۔ مثلاً اصطلاح سنت، واجب اور مستحب میں امام ابو حنیفہؒ دیگر ائمہ سے مختلف رائے رکھتی ہے۔

()کتاب میں اگر کہیں پر مقام مبہم کا تذکرہ در پیش ہو تو وضاحت کے ساتھ نقل کرتا ہے۔

()کتاب میں اگر کہیں پر کسی مسئلہ سے متعلق کوئی حدیث بطور دلیل پیش کیا گیا ہے تو ساتھ لکھا ہے کہ اس حدیث کو فلاں محدث نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

()مؤلف جہاں پر بھی کوئی حدیث نقل کرتا ہے اس پر حکم نہیں لگاتی۔

()مؤلف ائمہ اربعہ کے فقہی آراء نقل کرنے کے بعد اپنی ذاتی رائے قائم نہیں کرتی ہے۔

## References


1 Al Quran, 275:2.
2 Abu Mansoor Muhammad bin Ahmed bin al Zahri (370 AH), Tahzeeb al Tutah, Muhaqiq: Muhammad Ouz Murib, Taba:1, Beirut, 1423 AH, 263:5.
3 Ibn Abideen, Aldar al Mukhtar, 36:1.
4 Al Quran: 44:16.
5 Bukhari, Muhammad bin Ismail, al Imam, al Jama al masnad al sahah al mukhtasir mun umoor Rasool u lliha S.A.W wa sunanh wa iyamah, Beirut, 1414 AH, 25:1, raqam: 70.
6 Al Tabraizi, Muhammad bin Abdullah al Khateeb (740 AH), Muskhqat al Masabeeh, Taba:2, Beirut, 1405 AH, 47:1, hadith: 217.
7 Muhammad bin al Hassan bin al Arabi bin Muhammad (1376 AH), al Fikar al Sami fi tareekh al Fiqah al Islami Taba:1, Beirut, 1416 AH, 73:1.
8 Muhammad bin al Hassan, al Fikar al Sami fi tareekh al Fiqah al Islami, 73:1.
9 Al Nisapuri, Muslim bin Hijaj (261 AH), Sahi Muslim, Al masnad al sahi mukhtasir, 781:2.
10 Ibn Humbal, Abu Abdullah Ahmed bin Muhammad (241 AH), Masnad Ahmed, 160:5, hadith: 3032.
11 Al Bukhari, 25:1, hadith: 70.

[12] Al Qarafi abu al Abbas, Shahbudin bin Ahmed (684 AH), al Zakhirath, Taba:1, Beirut, 1415 AH, 141:1.

[13] Muhammad Abdul Wahab, 352:1, Muhammad bin al Hassan, al Fikar al Sami, 78:1.

[14] Shah Waliullah, Hujat al Balighat, 229:1.

[15] Abu Bakar, Muhammad bin Ibrahim bin al Munzar (319 AH), al Ashraf Ali Mazahib al Ulama, Al Imarat, 2004, 189:4, hadith: 1994

[16] Muhammad bin Abdul Wahab, al Mudakhil, 189:1, Shah Waliullah, Hujat ul Balighat, 229:1.

[17] Ibid.

[18] Abu Muhammad, Abdullah bin Abdul Rehman bin al Fazal (255 AH), sunan darmi, Taba: 1, Riyaz, 1412 AH, 262:1, hadith: 163.

[19] Shah Waliullah, Hujat ul Balighat, 229:1.

[20] Ibn Qeem, Muhammad bin Abu Bakar bin Ayoob bin Saad (751 AH), Beirut, Darul Ilmiya, 1411 AH, 19:1.

[21] Ibid.

[22] Ibid.

[23] Shah Waliullah, Hujat ul Balighat, 229:1.

[24] Ibn Qeem, Aelam al Moqaeen un Rabulaalameen, 19:1.

[25] Muhammad bin Abdul Wahab, al Mudakhil, 353:1, Muhammad bin al Hassan bin al Arabi bin Muhammad (1376 AH), al Fikar al Sami fi Tareekh al Fiqah al Islami, Taba: 1, Beirut, 1416 AH, 80:1.

[26] Ibid.

[27] Al Marozi, Abu Abdullah Muhammad bin Nasar bin al Hajjaj (294 AH), Ikhtilaf al Fuqaha, Taba:1, Riyaz, 2000, 244:1.

[28] Abu Bakar, Muhammad bin Ibrahim bin al Munzar (319 AH), al Aqna Labin manzar, Taba:1, 1982, 268:1.

[29] Muhammad bin Abdullah bin Abu Bakar, (792 AH), al Maani al badiyat fi muarifat ikhtilaf ihal al Shariat, taba:1, Beirut, 1999, 387:1.

[30] Ibn Abideen, Aldar al Mukhtar, 49:1.

[31] Ibn Abideen, Aldar al Mukhtar, 39:1.

[32] Ibn Abideen, Aldar al Mukhtar, 37:1.

[33] Al Zeali, Tabiyan al Haqaiq, 139:2.

[34] Ali Jumait Muhammad Abdul Wahab, al Mudhkhil alee darast al mazahib al faqihat, Beirut, 1422 AH, 185:1.

[35] Muhammad Abdul Wahab, al Mudkhil, 24:1.

[36] Muhammad Abdul Wahab, al Mudkhil, 24:1.

[37] Ibid.

[38] Ibid.

[39] Ibn Abideen, Aldar al Mukhtar, 77:1.

[40] Muhammad Abdul Wahab, 358:1, Ibn Abideen, Aldar al Mukhtar, 77:1.

[41] Ibid.

[42] Muhammad Abdul Wahab, al Mudkhil, 358:1.

[43] Ibid.

[44] Ibid.

[45] Ibid.